ماحیۃ العیب بعلم الغیب

علم غیب سے متعلق عیب کو مٹانا



تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت،
امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

ماحیة العیب بعلم الغیب

علم غیب سے متعلق عیب کو مٹانا

رسالہ (۱۲)

ماحیۃ العیب بعلم الغیب

علم غیب سے متعلق عیب کو مٹانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حق کی سطوت اور صولت ہمیشہ مخالفین کو دست پاچہ کرتی ہے کہ یا تو بغلیں جھانکتے بنتی ہے یا کچھ بکنے پر آئیں تو اپنی اپنی دھن، اپنا اپنا راگ، سب نئی الاپ سنائیں، اس کی وجہ وہی ہے کہ صراط مستقیم سے دور ہیں، اور وہ ایک ہے، اسے چھوڑ کر جتنی بھی راہیں ہوں نہ ان کی گنتی اور نہ ضبط و ربط کے یک جہتی، ناچار ہر ایک اپنی لے گاتا ہے، یعنی القضاۃ صاحب تو اس اونچے پائے پہ تھے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حتی کہ حضور پرنور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے علم غیب کا سلب کلی کیا کہ ......

"ایک حرف غیب کا علم اصلاً نہ تھا"

اور وجہ یہ گڑھی ہے کہ ......

"جو علم بعد اطلاع ہو حقیقۃً علم غیب نہیں ہوتا بلکہ مجازاً ہوتا ہے، اور مجاز میں ایہام شرک جس سے احتراز واجب"۔

غرض اپنی چلتی انھوں نے تو قرآن عظیم واحادیث متواترہ واجماع امت سب پر ایک متعق ادا میں پانی پھیر دیا۔

اب ان دوسرے حضرت کی بانگی دیکھیے، یہ اتنی جرأت تھی کہ قرآن کو ایک دفعہ ہی میں رد کردیں اور جب قرآن پر ایمان ضرور اور اس کی آیتوں سے اس مسئلہ علم غیب میں بھی مذہب اہل حق صریح منصور اور ان صاحب کو جس طرح بھی ہو اہل حق کا رد منظور، لہذا یہ چال سوجھی کہ لاؤ ان کے مذہب ہی میں تحریف کیجیے، خواہی نخواہی بزور زبان وزور بہتان ایک صریح باطل مذہب ان کا مشرب ٹھہرا لیجیے، لہذا ارشاد ہوا کہ ......

"مسئلہ علم غیب میں قبل تفتیش یہ امر غور طلب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے جو لوگ کہ علم غیب ثابت کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ کل اشیا اور کائنات کے لیے بطور ایجاب کلی ثابت کرتے ہیں ورنہ بطور ایجاب جزئی مطلق علم کا کس کو انکار ہے"۔

اور اس پر آیتیں بھی یاد آگئیں کہ...

قال اللہ تعالٰی: ﴿ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ ﴾(۱)

وقال تعالٰی: ﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ ﴾(۲)

اقول: الحمد للہ کہ آپ کو قرآن عظیم کا اتنا پاس تو ہوا کہ اپنے نبی حضور پر نور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے علم غیب بروجہ ایجاب جزئی مان لیا، مگر یہ نہ کہیے کہ... "اس کا کس کو انکار ہے" یہ ان کی کروٹ سے لگے میاں جی عین القداۃ صاحب ہیں کہ صراحۃً سلب کلی بتارہے ہیں۔

خیر یہ تو کوئی نئی بات نہیں، مخالفان اہل حق ہمیشہ یونہی ڈانوا ڈول رہتے ہیں، ﴿ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ﴾(۳) مگر شکر اس کا ہے کہ...

"کفی اللہ المسلمین بالقتال"

اب فرمارہے ہیں کہ "ایجاب جزئی کا کس کو انکار ہے" اور اس پر آیتیں سناتے ہیں، یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا رسا منکر قرآن عظیم کی آیتوں کا انکار ہے اور بے شک سچ کہا۔ ادھر عین القداۃ صاحب کے عین القداۃ یعنی خاشاک افتادہ آنکھ میں ایجاب جزئی ماننا بھی کانٹا سا کھٹک رہا ہے، وہ فرمارہے ہیں کہ ایجاب حقیقی درکنار کوئی ہمارے طور پر بھی کہے تو ایہام شرک ہے، تو حقیقی ایجاب اگرچہ ایک ہی مان لیں تو بھی صریح شرک ہوگا، غرض ان کے نزدیک عین القداۃ صاحب قرآن مجید کے منکر اور ان کے نزدیک آپ مشرک۔ کافر، یہ خوب لطیفہ کا نتیجہ اس کی تنظیر ہے کہ

﴿ وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍۙ ﴾(۴)

خیر یہ آپ کی ان کی لڑائی دودھ کی ملائی ہے مگر مہربانی فرماکر ذرا اہل حق پر بہتان نہ باندھیے، ہرگز اہل حق سے کسی کا یہ اعتقاد بلکہ وہم وگمان بھی نہیں کہ...

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو فرداً فرداً تفصیلی تام حاوی مستغرق ہے کہ ذات الٰہی وجملہ صفات الٰہیہ کو تمام وکمال بہمہ وجوہ محیط ہے تاکہ ایجاب کلی بہ معنی حقیقی لازم آئے۔

ہاں ان کا یہ قول ہے کہ...

---

(۱) "القرآن": [هود:۴۹]

(۲) "القرآن": [یوسف:۱۰۲]

(۳) "القرآن": [المؤمنون:۵۳]

(٤) "القرآن": [۲:البقرہ]

"روزِ اول سے روزِ آخر تک جس قدر مخلوقاتِ الٰہی ہوئی اور ہے اور ہوگی اس سب کا علم رب عزوجل نے اپنے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بذریعہ تنزل تدریجی قرآن عظیم عطا فرمایا، زمین وآسمان ومشرق ومغرب میں کوئی ذرہ ان پر چھپانہ رہا"۔

اگر اس کا نام ان کے نزدیک ایجاب کلی حقیقی ہے یعنی اور کوئی غیب اس مختصر دائرہ ماکان ومایکون من اول یوم الی آخر یوم سے باہر نہیں تو اپنے ایمان کی خبر لیجئے کہ یہ سرے سے ذات وصفاتِ الٰہی ہی کا انکار قرار پاتا ہے، اللہ عزوجل اور اس کی صفات کریمہ ہی دائرہ سے عالی ومتعالی ہیں، ولہذا ہمارے علماء نے فرمایا کہ یہ جمیع ماکان ومایکون غرض جملہ مکتوبات لوح ومکتوبات قلم کا علم علم اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا ہے، قصیدہ بردہ شریف کا شعر اور مولانا علی قاری کی شرح متعدد بار سن چکے۔

حضرت مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی کے الفاظ کریمہ بھی بارہا سن چکے کہ کس طرح فرمایا:

﴿ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ وی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم داناست بہمہ چیز"

اور فرمایا: "بجمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر احاطہ نمودہ"

اور فرمایا: "عبارت است از حصول تمام علوم جزئی وکلی واحاطہ آں"

بایں ہمہ جب ایجاب کلی کا ذکر آیا تو کیا ارشاد ہوا وہ کہ اسی مدارج النبوۃ شریف میں فرمایا:

"از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ است کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ واثبات کردکہ آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند وایں سخن بظاہر مخالف بسیارے از ادلہ است تاقائل آں چہ قصد کردہ باشد واللہ اعلم"۔

ثانیاً: جب ان کی اصل میں خطا ثابت ہوگئی تو اس پر جتنی تفریعیں کیجئے، جیسے دیکھئے سب ظاہر خطا ہوئے۔

مثلاً آپ کا فرمانا: "اس دعوی کے ثبوت میں دلائل منحصر تین قسم پر پائے گئے، بعض چند جزئیات کے استقرا اور تتبع سے اس حکم کلی کو ثابت کرتے ہیں" کیسا کلی اور کیسا استقرا، دونوں بعض ان کے افترا۔

ثالثاً: ذرا براہ مہربانی استقراء کے معنی کیجئے اور نقول کرتائیے کہ اہل حق نے اس مسئلہ میں کونسا استقرائے ناقص کیا ہے، اہل حق نے کہا تھا جو کچھ آسمان وزمین میں ہے سب حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معلوم ہے اور اس کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فعلمت مافي السموات والأرض)) [1] میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اہل حق نے کہا تھا شرق سے غرب تک سب حضور پر روشن ہے اور اس پر یہ حدیث لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فعلمت ما في المشرق والمغرب)) میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔

(۱) "صحیح البخاري": التفسیر: ۲/ ۱۵۵

اہل حق نے کہا تھا: بدء الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال جانتے ہیں اور اس پر یہ حدیث پڑھی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((قام فينا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مقاماً فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم)) (۱)

ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کا حال بیان فرمایا۔

اہل حق نے کہا تھا: آسمان پر جو پرندہ پر مارتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے حال سے واقف ہیں، اور اس پر یہ حدیث سندلائے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((لقد تركنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وما يحرك طائر جناحيه في السماء إلا ذكرلنا منه علما)) (۲)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

اہل حق نے کہا تھا: دنیا کو حضور پرنور اپنی کف دست مبارک کی طرح دیکھتے ہیں اور اس پر یہ حدیث دکھائی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إن الله قد رفع لي الدنيا، فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة كأنما أنظر إلى كفي هذه)) (۳)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

ذرا ایمان دھرم سے بولیے، انصاف کی آنکھ کھولیے، یہ بعض جزئیات کو دیکھ کر باقی پر بے دلیل حکم لگا رہا ہے۔ یا بعینہٖ جن الفاظ سے دعوے تھے انھیں حروف سے دلائل شرعیہ کا ثبوت کرتا ہے۔ "لكن الوهابية قوم يجحدون"

رابعاً: آپ تو اپنے استقرائی ڈھول پر بولے تھے کہ...

"استقراء ناقص سے حکم قطعی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اکثر کے اعتبار سے مفید ظن کو ہوتا ہے اور عقائد میں ظن ناکافی ہے"۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴾ (۴)

---

(۱)"صحيح البخاري": بدء الخلق: ۱/ ۴۵۳
(۲)"مجمع الزوائد للهيثمي": ۸/ ۲۶۳
(۳)جمع الجوامع للسيوطي: ۴۸۴۹
(۴)"القرآن":[النجم: ۲۸]

یہ آپ کے اسی افترا پر مبنی ہے کہ اہل حق ایجاب کلی واحاطہ تحقیقی کے قائل ہیں، اور جب ایسا نہیں تو ایجاب جزئی آپ خود قرآن عظیم سے ثابت مان رہے ہیں، مگر آپ نے چالاکی یہ کی کہ وہ آیتیں وہ سنائیں جن میں ایک ایک خاص واقعہ ماضیہ کا ذکر ہے اور آیات کو چھپایا کہ....

﴿ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ﴾(1)

اور ﴿ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ﴾(2)

اور ﴿ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۟ ﴾(3)

اور ﴿ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾(4)

جن میں نہ کسی معین واقعہ کی تخصیص ہے، نہ صرف ماضی کی تعیین اور بحمد اللہ تعالیٰ جن کے اطلاق میں "جمیع ماکان ومایکون من اول یوم الی اٰخر یوم" اور اس سے کروڑ کروڑ زائد کی گنجائش ہے تو بفضلہ تعالیٰ اصل مذہب اہل حق نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت ہے۔

رہیں تفاصیل مذکورہ وہ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور فضائل میں یقیناً احادیث احاد بلکہ بتصریح ائمہ حدیث وعلمائے قدیم وحدیث، احادیث ضعاف بھی مقبول ہیں نہ کہ بفضل اللہ تعالیٰ وہ جلیل وجمیل احادیث صحاح کہ عطائے الٰہی سے ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تفاصیل علوم پر صحیح بخاری وصحیح مسلم ودیگر صحاح وغیرہا میں ثابت ومنقول ہیں۔

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۟ ﴾

خامساً: آپ کا فرمانا: "اور بعض چند جزئیات کے عموم سے کہ بالحقیقۃ وہ مخصوص البعض ہیں استدلال کرتے ہیں" چند جزئیات کا عموم آج آپ نے سنا، ذرا "وہ" کا مرجع یاد رہے کہ وہی جزئیات میں شاید کہتے یہ تھے کہ بعض چند آیات و نصوص کا عموم ہے.......... مگر عموم کا سمجھنا عوام کا کام نہیں مناط استدلال ومفاد دلائل سمجھتے تو الا اسلام گردن نہادن سمجھتے نہ کہ طعن وانکار وتکذیب.......... حقیقۃً مخصوص البعض ہونے کا ادعائے بے دلیل بدمذہبی وگمراہی کا پہلا پھاٹک ہے۔

اہل سنت کے عقائد میں داخل ہے کہ نصوص اپنے ظواہر پر محمول رہیں گے جب تک دلیل معتمد سے تصرف نہ ثابت ہو کہ عمومات شرع کی محض اپنی ہوس سے تخصیص کرنی شریعت مطہرہ کے ساتھ لعب وبازی ہے ورنہ ہر شخص جس عموم میں چاہے کوئی قید بڑھادے، جو چاہے اپنی تخصیصات کرکے اپنے آپ کو احکام عامہ شرع سے باہر قرار دے۔

مسلمانو! جسے دیکھو کہ بے حجت شرعیہ کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس ائمہ مجتہدین سے "نصوص شرعیہ کے عام کو

---

(۱) "القرآن": [۳: آل عمران: ۱۷۹]
(۲) "القرآن": [الجن: ۲۷]
(۳) "القرآن": [التکویر: ۲٤]
(٤) "القرآن": [النحل: ۸۹]

مخصوص یا مطلق کو مقید یا حقیقت کو مجاز بنانا چاہتا ہے یقین جانو کہ اپنی ہوس کا تابع اور تاویل کی آڑ میں قرآن و حدیث کا منکر و مکذب ہے۔

سادساً:

قال اللہ تعالٰی : ﴿ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ﴾[1]

بہت بڑا متمسک ہے۔

آپ چالاکی سے باز نہیں آتے، اول تو سرے سے اہل حق کا مذہب ہی اپنے طرف سے تراشا، پھر ان کا چند جزئیات کے استقراء ناقص سے حکم کلی کرنے کا افترا باندھا، اب جو ان کے دلائل شرعیہ کے بیان پر آئے تو بزعم خویش ایک ہلکا استدلال کہ گویا از قبیل متابعات و شواہد ہی چن لیا اور اسے بہت بڑا متمسک قرار دیا یعنی اس کے مقابل کچھ حرکت مذبوحی کر دکھائیں اور عوام کو دھوکے دیں کہ جب بہت بڑے متمسک کا یہ حال تو اوروں کا کیا خیال، حالاں کہ دلائل اہل حق وہ قاہر و باہر ہیں جس میں مخالف کو بشرط خدا ترسی و انصاف و اتباع قواعد اصول اصلاً جائے دم زدن نہیں بشرطیکہ کلام اللہ و کلام رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقابل کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس ائمہ مجتہدین کے سوا اور اقوال کہے، اس آن پر کہ خود ان محرر صاحب کی تصریح سے خارج از حجت شرعیہ ہیں ایمان نہ لائے، مگر وہابیہ کی عادت ہے کہ اپنی بگڑتی دیکھیں تو اللہ و رسول کو صاف چھوڑ ان کے ارشادوں سے منہ موڑ "الغریق یتشبث بالحشیش" کا مصداق بنتے ہیں، اگر مسائل علیہ میں جن کا ادراک خاص باجہ ہے کسی حدیث کے ظاہر لفظ پر عمل نہ کریں، یہ حق ائمہ مجتہدین کا ہے وہ کچھ کہیں ان کا کہنا اس ہماری دلیل شرعی ہے، تو کیا اچھل اچھل کر ﴿ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾[2] پڑھتے اور حکم شرک لگاتے ہیں، اور اپنے آپ صریح آیات و احادیث کثیرہ جن میں عظمت شان حضرت سید الانس والجان و سائر محبوبان رحمن جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اثبات یا وہابیت ملعونہ کا ابطال اور نجدیہ کا اسکات ہو۔

ان کے رد اور ان سے اعراض کے لیے ہر نا مجتہد کو خدا بناتے ہیں، حتی کہ آج تک کے زید و عمر کو اپنے رو بہ تمثیلاً اس مسئلہ میں آیت کریمہ: ﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾[3] ملاحظہ کیجیے۔

رب عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

ہم نے تم پر قرآن اتارا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اہل سنت کے نزدیک شی موجود کو کہتے ہیں اور اللہ تعالٰی نے "لکل شیء"

فرمایا ہے: اور موجودات میں لوح محفوظ بھی ہے اور وہ بھی قرآن و حدیث "جمیع ماکان ومایکون من اول یوم

---

(۱) "القرآن" : [٤ :النساء: ١١٣]

(۲) "القرآن" :[٩ :التوبة: ٣١]

(۳) "القرآن" :[النحل: ٨٩]

الٰی آخر یوم" سب کو شامل، لاجرم ان تمام اشیا کو رب تعالٰی نے قرآن عظیم کے نزول تدریجی سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر روشن فرمادیا۔

یہ مقام خاص قرآن عظیم کا ہے اور احاطہ ذات و صفات غیر متناہیہ باری عزوجل فرداً فرداً تفصیلاً کا استثنا عقلی ہے، اور استثنائے عقلی عموم کو قطعیت سے بھی نازل نہیں کرتا، اب آپ سے معروض کہ یہ آیت قرآن ہے یا نہیں، انکار کیجئے تو کفر، اور جب آیت ہے تو اس میں جو ہر چیز کا روشن بیان کردینا فرمایا حق ہے یا باطل ہے۔ باطل کہیے تو کفر، اور جب حق ہے تو ضرور یہ مفاد قطعی ہوگا کہ آپ ابھی آیت پڑھ چکے ہیں ﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴾[1]

اب اس قطعی ارشاد رب العزت جل وعلا کے حضور سے یہی قطعی دلیل دکھاؤ جس سے ثابت ہو کہ جمیع ماکان ومایکون بمعنی مذکور سے فلاں بات کا علم ختم نزول قرآن تک حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا، اس وقت مخصوص البعض کہنے کا نام لینا اور بفرض غلط ایک آدھ واقعہ ایسا نکل بھی سکا تو عموم سے جس قدر کی تخصیص دلیل شرعی سے ثابت ہو اسی قدر مخصوص مانا جائے گا، اس وقت کہہ لینا کہ روز اول سے روز آخر تک جمیع ماکان ومایکون کا روشن بیان حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے قرآن عظیم نے فرمادیا سوا اس ایک شئی کی جس کی تخصیص اس دلیل قطعی سے ثابت ہے، ورنہ بلادلیل شرعی تخصیص عموم قرآن کیا شان حق شناسی وایمان ہے، ہاں بعد اس خصوص ثابت بدلیل قطعی یقینی کے اگر اور بعض وقائع جزئیہ کی تخصیص احاد صحاح سے ثابت ہو سکے تو اول چند وقائع کی تخصیص کرسکتے کہ بعد خصوص عام مخصوص البعض پر ظنی ممکن ہے اور پھر وہی ایمان لانا ضروری ہوگا کہ علم ماکان ومایکون سوا ان دو ایک جزئی باتوں کے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معلوم تھا۔

جب یوں قواعد و اصول وانصاف وایمان کو ساتھ لیے سامنے آؤ گے تو اس وقت کھلے گا کہ "کس برتے پر تتا پانی" یوں زبان سے بک دینا کہ "بالحقیقت مخصوص البعض" میں کام نہیں دیتا، اور ذرا حیا و غیرت اور اپنے کہے پر استقامت ہے تو ذرا اور اپنا قول یاد رکھنا کہ "حجت شرعی باتفاق اہل حق کتاب وسنت واجماع وقیاس ائمہ مجتہدین ہے" ان چار کے سوا اگر کوئی اور قول وغیرہ سامنے لائے اور اس کے سبب تسلیم عموم قرآن عظیم میں بدون وجہ اکی ٹھہرائے تو کھل جائے گا کہ یہ سب بناوٹ تھی حقیقۃً قرآن ہی کے ماننے سے دل میں رکاوٹ تھی۔ ﴿ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾[2]

سابقا:

بھلا ارشاد الٰہی ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ سے تو شئی عظیم مراد تھی، اس آیت: ﴿ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ﴾ سے جو ایک بانکا استدلال ہوا اسکے مقابل ان ملا صاحب کی حرکت مذبوحی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"اگر یہی استدلال ہے تو اسی طرح کے آیات واحادیث انسان اور امتی کے لیے بھی وارد ہیں:

---

(۱) "القرآن": [النجم: ۲۸]

(۲) "القرآن": [۲: البقرۃ: ۲۱۳]

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ ﴾
وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾
فما ھو جوابکم فھو جوابنا، فإن ثبت بالأولیٰ فبا لاخیر بالأولیٰ ولم یقل بہ أحد. اے سبحان اللہ! اس جواب نایاب کا کیا کہنا جس کا حاصل یہ کہ جو کلمہ عام بعض جگہ مخصوص ہو لازم ہے کہ سب جگہ اس سے مخصوص ہی مراد ہو، اس میں عذر معقول کا عارضہ ان سب صورتوں کو دامن گیر ہے، ﴿ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾ کے جواب میں بھی یہی فرماتے ہیں کہ دیکھو فلاں جگہ ﴿ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ مخصوص ہے۔ کقولہ تعالیٰ: ﴿ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ لہذا یہاں بھی مخصوص ہے۔
ان کی اس بے نظیر اصول دانی کے جواب میں کہہ سکتے ہیں تو یہی کہ کل کو ایسا ہی مجنون یا بے دین ملتون انکار کرے کہ اللہ عزوجل تمام ذرہ ذرہ جہاں کا رب نہیں۔ اور اس پر آیت کریمہ: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ پیش کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اپنی ذات کریم کو تمام جہان کا رب فرماتا ہے تو جواب دے کہ اگر یہی استدلال ہے تو اسی طرح کی آیات واحادیث انسان اور بعض بندوں کے لیے بھی وارد ہیں، اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو فرماتا ہے:
﴿ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾[1]
اور حضرت مریم کو فرماتا ہے: ﴿ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾
"فماھو جوابکم فھو جوابنا فیلزم أفضلیۃ بنی اسرائیل من ھذہ الأمۃ المرحومۃ ولم یقل بہ أحد"
یا ایسا ہی کوئی دوسرا ملعون بک اٹھے کہ اللہ تعالیٰ بعض اشیا کو نہیں جانتا اور جب اسے آیت کریمہ: ﴿ ان اللہ بکل شیئ علیم ﴾ سنائی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے تو جواب دے کہ اگر یہی استدلال ہے تو اسی طرح کی آیات واحادیث انسان بلکہ بعض غیر ذوی العقول کے لیے بھی وارد ہیں۔
اللہ تعالیٰ بلقیس کو فرماتا ہے: ﴿ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ﴾[2]
اور باد عاد کو فرماتا ہے: ﴿ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ ﴾[3]
"فما ھو جوابکم فھو جوابنا، فیلزم منھا أوتیت من الجنۃ والذکر أیضاً وانھا دمرت السماء والأرض ولم یقل بہ أحد"
اگر کہیے اللہ عزوجل کی ربوبیت وعلم کا عموم تو اجماع امت اور نیز دلائل قطعیہ عقلیہ سے ثابت ہے تو عذر بارد کا حاصل یہ

(۱) "القرآن": [البقرۃ: ۴۷]
(۲) "القرآن": [النمل: ۲۳]
(۳) "القرآن": [الاحقاف: ۲۵]

ہوگا کہ قرآن عظیم اس عموم کے اثبات سے قاصر ہے، آیات کی دلیلوں کو ان ذلیلوں نے اڑا ہی دیا، اجماع وعقل تو خود مستقل دلائل ہیں، ان کے بعد آیات پر ثبوت کا توقف نہیں۔

غرض ایسے سب مجانین کا جواب یہی ہے کہ بے عقلو عام ہمیشہ اپنے عموم پر رہے گا جب تک اس کے خصوص پر دلیل نہ قائم ہو، یہ آیات جو احاد انسان اور آیتوں اور بنی اسرائیل و مریم وبلقیس وارض وسما کے باب میں ان کا خصوص تو دلائل نقلیہ وعقلیہ سے ثابت ہے، اس سے یہ کب لازم ہوا کہ اللہ ورسول کے بارے میں بھی یہ الفاظ ومعانی اس مخصوص سے سمجھے جائیں گے اگرچہ خصوص پر کوئی دلیل نہ ہو، اس جہالت کی کوئی حد ہے، مع ہذا اگر آیت اولٰی میں انسان سے مراد ذات اقدس حضور سید الانبیا سرکار مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہو تو کیا اسی لیے کہ وہی انسان کامل ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے: ﴿ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ ﴾[1]

عبداللہ بن عباس وحسن بصری وعکرمہ وضحاک اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یٰس کے معنی ہیں "یا انسان" یعنی رب عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرماتا ہے: اے انسان تجھے حکمت والے قرآن کی قسم کہ تو ضرور پیغمبروں سے ہے۔

"رواہ ابن أبي شیبة وعبد بن حمید وابناجریر والمنذر وأبي حاتم ومردویه عن ابن عباس وابن حمید عن الباقین "

اور اس آیت ثانیہ سے ما بمعنی شيء ہے اور شيء بمعنی موجود، تو حاصل وہی "تعلیم جمیع ماکان وما یکون من أول یوم إلی أخر یوم" مع المساوات عقلیہ وشرعیہ عرفیہ ہوگا جن کے ذکر کی حاجت نہیں ہوتی، نہ وہ منظر عموم مفہوم منصور ہوں اس کے التزام میں کمال حرج ہے، ٹھیک تو کہتے ہیں: "ولم یقل به أحد"۔ اس کا کوئی قائل نہیں۔

مگر صحیح بخاری شریف کی حدیث کسی سے دکھوایے وہ بتائیں گے کہ اس کے وہ قائل ہیں جو آیت کریمہ ﴿ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾[2] میں اعلٰی درجہ کے داخل ہیں، یعنی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی حدیث گزری کہ...

((قام فینا النبي صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم مقاماً فأخبرنا عن بدء الخلق))[3] الحدیث۔

جنت ونار میں جانے تک کا سب حال صحابہ کے سامنے ارشاد فرمادیا۔

پھر ﴿یعلمکم مالم تکونوا تعلمون ﴾ ہو۔ یا انہیں کے مثل کہ انھیں سب یاد نہ رہا، اور تعلیم کے لیے یاد رہنا ضرور، لہٰذا متفرق طور پر ضرورت کی باتیں یاد رہ گئیں، خود امیر المومنین اسی حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں:

((حفظه من حفظه ونسیه من نسیه))

---

(۱) "القرآن": [یٰس ۳،۲،۱]

(۲) "القرآن": []

(۳) "صحیح البخاری" : بدء الخلق : ۱/ ۴۵۳

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((فأخبرنا بما هو كائن إلى يوم القيمة، فأعلمنا أحفظنا))

نمازِ صبح سے بعد غروب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب بیان فرمادیا، ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

اسی طرح صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

اب یہ نیچری دشمن آپ کے آڑے آئے گی کہ ایسے تھوڑے وقت میں اس قدر عظیم بیان کیوں کر ہوگئے؟۔ہاں یہ دوسرا معجزہ ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیر حدیث امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے:

"دل ذلك على أنه صلى الله تعالى عليه وسلم أخبر بجميع أحوال المخلوقات إلى أن تفنى وإلى أن تبعث وهذا من خوارق العادات فقد تيسر القول الكثير في الزمن القليل"

یعنی صحیح بخاری شریف کی اس حدیث نے بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مخلوقات کا حال جب سے پیدا ہوئی، جب تک فنا ہوگی، جب تک اٹھائی جائے گی، سب بیان فرمادیا اور یہ معجزات سے ہے کہ تھوڑی مدت میں اتنا کثیر کلام بیان ہوجائے۔

ثامناً: آگے چل کر بولے "اور بعض کشف اور شہود بزرگان سے ثابت کرتے ہیں اور حالانکہ حجت شرعی باتفاق اہل حق کتاب وسنت واجماع وقیاس ائمہ مجتہدین ہے اور کشف کوئی حجت شرعی نہیں کہ جو کافی ہو"

جناب من آپ کیا جانیں کہ کشف وشہود کیا اور اس کی شہادت کیسی اور ارشادات اولیاء عظام قدسنا اللہ بأسرارہم کی عظمت کتنی ہے، وہ جملے ہی آپ کے طمانچے بھرنے کے لیے حضرت محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماگئے ہیں:

"آنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف استمداد از ارواح کمّل واستفادہ آن خارج از حصر است ومذکور است در کتب ورسائل ایشاں ومشہور است میان ایشاں حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند اورا کلمات ایشاں" عافانا الله من ذلك"

دیکھیے مقبولان خدا کا مشاہدہ، رہا بھی تمہارے طمانچے بھرنے کیسا ٹھیک اتر گیا کہ کلمات اولیاء سے بجائے انتفاع انکار وتعصب ہی تمہیں نصیب رہا، خیر یہ تو کچھ جائے عجب نہیں، بے دولتی بے برکتی ہمیشہ ان کے برکات سے محروم رہے ہیں اور رہیں گے۔

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　　باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

مگر آپ پر افسوس اس کا ہے کہ صدرِ کلام میں فرمایا تھا:

"اس دعوی کے ثبوت میں دلائل خصم تین قسم پر پائے گئے"

آگے تفصیل کے پالے پر آئے جس سے یہ بتایا کہ گویا اپنے خصموں کے تینوں قسم دلائل پر پوری گرفت کرکے آخر میں نتیجہ دیں گے کہ....

"پس معلوم ہوا کہ علم غیب کلیہ کا دعوی بلا برہان ہے"

اور پردہ اٹھا کر دیکھا تو تینوں میں سے ایک پر بھی گرفت نہ فرمائی، بلکہ وہی ڈھاک کے تین پات نظر آئے۔

قسم اول محض افترا تھی۔

قسم دوم میں جو کوتک کیے دیکھ چکے۔

قسم سوم میں دلائل قاہرہ قرآن وحدیث واقوال صحابہ وائمہ قدیم وحدیث کے دفتر کے دفتر آپ کے حضور پیش کیے سب کو پیٹھ دے کر صرف اقوال اولیائے کرام پر موتھ آنا کیا مقتضائے حیا و دیانت تھا۔

اول سب سے نیت لیتے تو اقوال اولیا خود ہی تمہارے نصیبوں پکار رہے کہ جب قرآن وحدیث واقوال صحابہ وائمہ وعلمائے شریعت مسموع نہ ہوئے تو اقوال اولیا تو ایک جھاولی کے ہیں کہ ان کی بات کوئی حجت نہیں، کرتے سے آنکھ بند اور نرم پر گردن دعوی بلند۔

ملاجی! تمہاری مضمون نے اقوال اولیا صرف سنائے، ان میں غور نہ کیا کہ انہوں کیا فوائد پہنچائے۔

اول: مومنین کے اعتقاد کی تقویت۔

دوم: تم پر تشدید عذاب ومصیبت۔

کہ دیکھو شرک فروش تمہارے طور پر کون کون اکابر دین ومحبوبان رب العلمین مشرک ٹھہرتے ہیں، اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ ان کے اقوال حجت نہیں، مجتہیوں پر حجت نہ سہی جب یہ اقوال شرک ہیں تو ان سبھوں کو بھی مشرک کہوگے یا نہیں، اگر یہ ان اقوال سے مشرک نہ ہوں تو اور اہل حق کو کہ وہی کہتے ہیں جو انھوں نے فرمایا کیوں مشرک گردانتے ہو۔

تاسعًا: آگے فرماتے ہیں: اگر کسی مقبول بندۂ خدا کے کلام میں ایسی عبارات عامہ واقع ہوں تو مقتضائے حسن ظن اس میں تاویل کی جائے گی نہ نصوص میں۔

"اگر واقع ہوئے ہوں کہہ رہا ہے کہ ابھی خبر نہیں، اور کسی مقبول بندے کے کلام میں بتا رہا ہے کہ شاید کہیں وہ ایک کے کلام میں ہوں، اس ڈھٹائی پر چنائی شوخ چشمی کا کچھ ٹھکانا ہے، دفتر کے دفتر سنا دیئے گئے، چھاپ دیئے گئے، مگر انھیں وہاں اندھے کا تیر ہی ہے، خدا جھوٹ کرے، کیا اسی کا نام دیانت ہے، مگر ہاں دیانت ووہابیت میں تو ازل سے عداوت ہے، اسی نے تو کہا: کلمات اولیا میں تو آپ اپنے حسن ظن سے تاویل کریں گے اور نصوص صریحہ قرآن وحدیث جو اسی عموم ماکان ومایکون بمعنی مذکور پر بکثرت وارد ہیں انھیں کیا کیجیے گا، ہاں حسن ظن سے تاویل کی تھی وہاں قبح ظن سے تحریف وتبدیل ہوگی۔ وہاں صاحب یوں نہ فرماتے یوں کہتے ہیں کہ....

اگرچہ نہ صرف مقبولانِ خدا بلکہ خود حضرت عزت جل وعلا و حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بکثرت وافر و قوت قاہرہ وہ عمومات قطعیہ روشن طور پر وارد ہیں جو طائفہ وہابیہ کے خصم کے گواہ و شاہد ہیں۔

مگر طائفہ کے پیشواؤں نے ٹھہرادی ہے کہ جہاں تک بنے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عظمت شان میں کمی کرو، ان کی ایسی ہی تعریف کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو، بلکہ اس میں بھی کمی کرو، لہذا بہ مقتضائے خبث ظن ان نصوص میں تاویل و تحریف اور تبدیلی کی جائے گی نہ گروجی کے اصول منحوس میں، اب دیکھئے ناکہ آپ کے استاد اشرفعلی واضر قولی نے اسے اپنا پیشوا اعلیٰ ماعلیہ کے اس قول اخبث من البول کی تعمیل کو کہ بلکہ اس میں بھی کمی کیسی منہ بھر کے، محمد رسول اللہ سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دی اور حضور پر نور کے علم کو معاذ اللہ مجنونوں اور راونڈوں اور چوپاؤں کے علم کے برابر کردیا، دیکھو اس کی ملعون چوورق حفظ الایمان صفحہ ۲۔۔۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔

کیوں کیا اسی کو کہتے تھے کہ "بطور ایجاب جزئی مطلق علم کا کس کو انکار ہے" اے لعنت خدا تمہاری اس ایجاب جزئی پر، سنتے ہو ہم کہیں: ﴿ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴾(۱)

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴾(۲)

اور تم کہو آمین۔

خدا کی شان کوئی اندھا بے ایمان جس کی ہیے کی بھی پھوٹی ہیں وہ اپنے بزرگ مبین ابلیس لعین کے علم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زیادہ وسیع مانتا ہے، کون وسواس اشرخناس ان کے علم کریم کو پاگلوں اور لونڈوں اور جانوروں چوپاؤں کے علم کے مثل جانتا ہے، پھر بھی ایمان باقی ہے؟، نرا ایمان ہی نہیں دعوی علم و عرفان باقی ہے؟۔

ہزاروں ہزار لعنت خدا ایسے علم و عرفان ورشد پر

﴿ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِیْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾(۳)

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴾(۴)

﴿ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴾(۵)

---

(۱) "القرآن":
(۲) "القرآن":
(۳) "القرآن": [البقرۃ: ۹۳]
(۴) "القرآن": [البقرۃ: ۸]
(۵) "القرآن": [البقرۃ: ۱۰]

"إذیقولون بوقوع الکذب من رب العالمین ویفضلون علم کبیرھم اللعین إبلیس الرجیم علی عالم علوم الأولین والآخرین . ویسوون علمه بعلم البھائم والصبیان والمجانین . ثم یزعمون أنھم مومنون . کلاّ واللہ !"

﴿ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾[1]

﴿ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴾[2]

کیوں حضرت! اولیاے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے عمومات کو ایسے ہی ایجاب جزئی ملعون کی طرف اتارنا چاہتے ہو تو تمھارے اس حسن ظن پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں یہ دریدہ دہنی اور ان کے غلاموں حضرات اولیاے کرام کے ساتھ دعویٰ حسن ظن۔

صاحبو! جب سرے سے ایمان ہی کی جڑ معدوم تو آپ اپنے اس حسن ظن کو ڈبیا میں چھپا رکھیں، مردان خدا اس کے بھوکے نہیں۔

آں جا دل جاں نثار باید حسن ظن تو چہ کار آید

ولاحول ولاقوۃ إلا باللہ العلي العظیم .

عاشراً:

پھر فرماتے ہیں:

" جولوگ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کلیت کی نفی کرتے ہیں ان کے پاس جتنے جزئی ثبوت کے لیے پیش کیجیے وہ ان کو مضر نہیں، کیوں کہ انھوں نے کچھ انحصار جزئیات کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ جو جزئی پیش ہو اس کو بشرط صحت روایات تسلیم کرتے ہیں ان کے اوپر کیا الزام ہے"۔

یہ چرخہ اسی افترائی بناوٹ پر مبنی ہے کہ اہل حق کا دعویٰ ایجاب کلی اور ان معاندوں کا مقصد سلب جزئی ہے اور یہ شرط صحت روایت قطع نظر اس سے کہ دربارۂ فضائل باجماع ائمہ کرام وعلماے قدیم وحدیث محض باطل والزام مالایلزم ہے، خود صحیح بخاری وصحیح مسلم ودیگر صحاح کی حدیثیں اور ان کے سوا اور احادیث صحیحہ کہ بار بار پیش ہو چکیں اور اب بھی بطور نمونہ اسی مختصر کلام میں گزریں۔

اگر تمھیں اور تمھارے طائفے کو تسلیم ہوتیں تو ضرور کہتے ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب جانتے ہیں، مشرق ومغرب سب ان پر روشن ہے، آسمان میں جو پرندہ پر مارتا ہے وہ اس کے حالات سے آگاہ ہیں، روز اول سے روز آخر تک جملہ ماکان ومایکون ان کے علم میں ہے، ہر شی انھیں روشن ہوگئی، ہر چیز انھوں نے پہچان لی۔

---

(1) "القرآن": [البقرۃ: ۹]

(2) "القرآن": [المجادلۃ: ۱۹]

ایسے ہی ہلکے ہلکے جزئیات صحاح کے احادیث صحیحہ میں آئے ہیں۔

کیوں حضرت! یہ جزئیات بصحاح روایات تو آپ کو مسلّم ہیں اور ان سب کا تم اقرار کرتے ہو.......... حاشا بلکہ ان کے تو نام سے کلیجے دھک سے ہوجاتے ہیں، اور اگر ان پر اقرار لاتے تو جھگڑا ہی کیا تھا، یہی تو آپ کے خصموں نے کہا تھا اور نہ اپنے گھر سے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا تھا، مگر آپ حضرات اپنے ذہن کے آگے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رب کی تو مانتے نہیں ان کی کیا مانو، بہت اچھا ابھی ہمارا کچھ نہیں گیا اب اقرار کردو کہ تمام سماء و ارض، شرق وغرب، اول وآخر، عرش وفرش سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ان کے رب نے روشن کردیا۔﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴾(۱) تمہارے ایسے جھوٹے زبانی اقراروں پر تم سے کوئی کہہ سکتا کہ یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا۔

اور دغاباز مسون ساز مکر کرنے والے اہر گز نہیں، جھوٹ کے الزام کا تم پر کیا گلہ، جو اپنے معبود کو کاذب جانیں، اس کا کذب واقع ہوجانے کے معنی درست مانیں، ان کے یہاں کذب اچھا علی ہنر ہوگا۔

﴿ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴾(۲)

مگر ہم ایک عرض کی اجازت مانگیں، یہ جو احادیث صحاح نے روشن ثبوت دیئے، کیا آپ اور آپ کے استاد جی پاگل الو گدھے کتے سور سب کے لیے ایسا ہی علم ثابت مانتے ہیں، ان سب کے ہر فرد پر تمام شرق وغرب وعرش وفرش وماکان ومایکون روشن ہے یا نہیں۔ نہیں تو نہ کہیے گا کہ استاد جی تو وہ ہانک بول چکے ہیں کہ......

"اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔

لاجرم ہاں کہیے گا، تو جو سرِدست اور پاگلوں، الوؤں، گدھوں، کتوں، سوروں کو جانے دیجیے اپنے استاد جی ہی سے پوچھیے کہ اس وقت آسمان ہفتم میں کتنے ملک بیٹھے، کتنے کھڑے، کتنے راکع، کتنے ساجد ہیں، کیا کیا باتیں کررہے ہیں، شرق وغرب کے تمام شہروں میں کیا ہورہا ہے، جنگلوں میں کیا کیا، دریاؤں میں کیا کیا، پہاڑوں پر کیا کیا ہے، سب جانے دو، اپنے ہی شہر بلکہ اپنے ہی محلے بلکہ اپنے گھر ہی کی، بلکہ یہ بھی جانے دو فقط اپنے جسم ہی کی حالتیں بولو، وہ بھی نہ ماضی نہ مستقبل بلکہ موجودی الحال بتاؤ کہ......

تمہارے سر پر کتنے بال ہیں، اس کا کتنا کتنا طول ہے، تمہاری آنکھوں اور باچھوں اور بغلوں کے زاویے کتنے کتنے درجے دقیقے ثانیے ثالثے عاشرے تک کتنے ہیں، تمہارے دہن شریف اور ناف وغیرہ بدن کے سوراخ اگر قالب پر چڑھا کر ٹھیک دائرے کردیے جائیں تو ہر دائرہ کا قطر کتنا ہوگا اور انہیں باہم ایک کو دوسرے سے کیا نسبت ہے، آخر یہ قلیل رذیل خود ہی اسی ﴿ مافی السموٰت والارض ومابین المشرق والمغرب وکل شیئ ﴾ کے ایک خفیف حصے میں جنہیں ان کا

(۱) "القرآن": [البقرۃ:]
(۲) "القرآن": [غافر: ۳۵]

حصہ کہنا بھی مشکل ہے..........

نہیں جانتے تو کیا آپ اور آپ کے استاد ی پاگل، الّو، گدھے، کتے، سور سے بھی گئے گزرے، تم کیا نرے جماد ہو کہ جو علم ہر چوپائے کو ہے اس سے بھی محروم ہو۔

مگر بھی کو سہو ہوا واقعی بدمذہب لوگ چوپایوں سے بدتر حالت میں ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾(۱)

وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ لوگ۔

اور حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((أصحاب البدع شر الخلق والخليقة))

بدمذہب لوگ سب آدمیوں اور چوپایوں سے بدتر ہیں۔

"رواه أبو نعيم في "حلية الأولياء" عن أنس رضي الله تعالى عنه"

علامہ مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:"الخلق الناس والخليقة البهائم".

ملاجی کی دوسری سنے:

الحمد للہ یہاں تک ملاجی کی ان خرافتوں سے چھیڑ چھاڑ تھی جو انہیں نے اپنے حصوں کے تینوں اقسام دلائل کے سامنے برتیں، آگے ملاجی دوسری کچھ چیزیں چھیڑتے ہیں اور کچھ واقعات پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں نقصان وقصور کا ثبوت دیں، لہذا ہم بھی اسی تلک عشرۃ کاملۃ کے بعد طرز شمار بروجہ دگر شروع کریں۔

حادی عشر:

فرماتے ہیں: البتہ اگر وہ ایک واقعہ بھی عدم علم غیب کے متعلق پیش کریں تو یہ عموم علم غیب کے منافی ہے، یہ آپ کی وہی افترائی بحث ہے ورنہ اہل حق نہ ایجاب کلی واشتقاق علمی کے قائل نہ حصول دفعی کے معتقد، بلکہ ان کا قول وہی ہے جو ان کے رب عزوجل نے فرمایا کہ....

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾(۲)

قرآن نازل ہوتا گیا اور شیئاً فشیئاً تمام ما كان وما يكون من أول يوم إلى آخر يوم بیان فرماتا رہا اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم تر فرماتا رہا یہاں تک کہ ادھر نزول قرآن کامل ہوا اور ادھر حضور کو علم ما کان وما یکون حاصل ہوا اور بعد روز وفات اور روز وفات سے روز قیامت اور روز قیامت سے ابدالآباد تک علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آناً فاناً ہمیشہ ترقی پذیر ہیں۔

قال الله تعالى:﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾(۱)

---

(۱) "القرآن":[الاعراف: ۱۷۹]

(۲) "القرآن":

دنیا و مافیہا و سموات و ارض و عرش و فرش و شرق و غرب بدء الخلق تا یوم آخر یہ سب متناہی ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم ابد الآباد تک لاتقف عند حد غیر متناہی، نہ ذات و صفات حضرت عزت عز جلالہ متناہی ہوں گے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علوم عظیم کی ترقیاں کبھی انتہا پائیں گی۔ والحمد للہ رب العلمین ۔

تمامی نزول قرآن سے پہلے بعض وقائع علم اقدس میں نہ ہوں نہ اس احاطے کے منافی نہ اللہ عزوجل کے سچے ارشاد ﴿ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ﴾[1] کے نافی. ولکن الوھابیۃ قوم لایعقلون.

ثانی عشر:

بڑی ہمت کی تو وہی افک والے عبداللہ بن ابی کا دامن پکڑا۔

فرماتے ہیں: "افک وغیرہ کے واقعات کافی ثبوت ہیں۔

ان واقعات کے متعلق حرکت مذبوحی مخالف کی عجیب حیرت انگیز ہے" کیوں جناب کیا یہ واقعات تمامی نزول قرآن سے بعد کے ہیں؟۔ شرم تو نہ آئی اور حرکت کی مذبوحی۔

ثالث عشر:

جبریل علیہ السلام کی حدیث جس میں یہ ذکر ہے:

((متی الساعۃ؟ قال: ما المسئول عنھا بأعلم من السائل))[2]

آپ نے کس طرح قیامت کے متعلق ارشاد فرمایا اور آخر میں اس حدیث کی مذکور ہے:

((آتاکم یعلمکم دینکم))[3]

اس عقیدہ رکھنے کو دین سے تعبیر فرمایا" پہلا جواب وہی ہے کہ یہ حدیث کیا تمامی نزول قرآن کے بعد ہے؟ ﴿ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ ﴾[4] لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہو۔

رابع عشر:

ملاجی مستدل بنا ہنسی کھیل نہیں۔

حدیث میں کیا ارشاد ہے: ((ما المسئول عنھا بأعلم من السائل))[5]

مسئول عنہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعین وقت قیامت کا علم سائل یعنی جبریل امین علیہ السلام سے

---

(۱) "القرآن":

(۲) "صحیح مسلم": کتاب الإیمان:

(۳) "رواہ مسلم": ص ٤٧

(٤) "القرآن":

(٥) "صحیح مسلم": کتاب الإیمان.

زائد نہیں۔

اس کا صاف مفاد یہ ہے کہ اس کے علم میں دونوں برابر ہیں، عام ازیں کہ نفیاً تساوی ہو یا اثباتاً، تو مستدل کو بے حجت شرعیہ ایک احتمال متعین کرلینا کس نے مانا۔ کہاں نفی زیادت علم اور کہاں سرے سے نفی علم، ذرا اپنے اس قول سے ذہول و عدول نہ کیجئے گا کہ ... "حجت شرعی باتفاق اہل حق کتاب وسنت واجماع وقیاس ائمہ مجتہدین ہے"۔

خامس عشر:

آیت کریمہ ﴿ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ﴾ کا مفاد قطعی تھا اور ہم اس کی قطعیت واضح بھی کرچکے، اب اس حدیث کو بولیے متواتر ہے یا آحاد سے؟

علی الاول تواتر کا ثبوت دیجئے اور نہ دے سکو گے جب تک وہابیت مردود ہے، اور وہابیت قطعاً ابداً مردود ہے۔

علی الثانی جب آحاد سے ظن ہی ثابت ہوتا ہے تو آیت قطعی کے مقابل ظنی کا پیش کرنا کیا مقتضائے حیاء ہے خصوصاً جب کہ آپ ابھی اپنے اسی دوصفحے میں تلاوت کرچکے ہیں کہ ... "عقائد میں ظن ناکافی ہے"۔

قال اللہ تعالٰی: ﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴾ (۱)

سبحان اللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل تو جب تک دلائل قاطعہ سے نہ ثابت ہوں ظنیات اگرچہ احادیث صحیحین بخاری ومسلم ہوں مردود ٹھہریں، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص علم وتقلیل فضل کے لیے ظنی یتی سب سے استدلال حلال۔

ع: حال ایمان کا معلوم بس جانے دو

سادس عشر:

قیامت کے علم کو اپنی طرف منتہی فرمایا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ ﴾ ملاجی! سب علم اور سب کمالات، سب خیور سب برکات، کا مبدا بھی حضرت عزت ہی کی طرف سے ہے اور منتہا بھی اسی کی طرف، اور یہاں تو فقط اسکے ذکر کا انکار فرمایا ہے ﴿ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ ﴾ اور سورت مکیہ ہے کہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو قیامت کا علم عطا فرمادیا ہو تو کیا استحالہ ہے، کیا کوئی دلیل اسکے محال ہونے پر رکھتے ہو، کیا اللہ عزوجل کو قدرت مانتے ہو کہ اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کسی نہ کسی وقت قیامت کا وقت بھی بتادے یا نہیں۔

اگر اسے عاجز جانتے ہو تو اپنے ایمان کو خیرباد کہو۔ اور قادر جانتے ہو تو اس نے جہاں قرآن عظیم کو ﴿ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ﴾ فرمایا ہے وہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے وقت کا علم کبھی کسی کو نہ دوں گا؟۔

آخر ایک وقت تو قیامت آنی ہے، اس وقت جو ملک موجود ہوں گے انہیں وقت کا علم حاصل ہوگا یا نہیں؟ کیا کسی آیت

---

(۱) "القرآن":

میں رب عزوجل نے فرمادیا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے اس کا علم میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی کبھی نہ دوں گا؟۔

اگر فرمایا ہو تو بتاؤ، اور نہ فرمایا ہو تو تمامی نزول قرآن سے پہلے کی آیات میں نفی تمھیں کیا مفید ہوئی،
اور ارشاد الٰہی ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ کے عموم بمعنی مذکور کو معاذ اللہ کونسی تخصیص ملی۔ بلکہ تمھارے طور پر تو اگر صراحۃً کسی آیت میں کہ میں ہر گز وقت قیامت کا علم کسی کو نہ دوں گا جب بھی بحکم ارشاد ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کے علم ملنے میں کچھ نفی نہ تھا کہ تمھارے دھرم میں معاذ اللہ اس کا کذب ممکن ہے، پھر اس ممکن کو وقوع سے کون روکتا ہے، کیا کوئی اس سے زبردست ہے جو اسے اس ممکن سے باز رکھے گا، یا خود اس نے کہیں وعدہ کیا ہے کہ میں اس ممکن سے ہمیشہ باز رہوں گا؟۔
اور وعدہ بھی کرے تو تمھارے طور پر صاف ممکن کہ وہ کذب ممکن پہلے اس وعدے ہی میں واقع ہوا ہو۔ یعنی معاذ اللہ غلط طور پر کہہ دیا ہو، پھر ذریعہ اطمینان کیا ہے۔
سبحان اللہ! تمام قرآن کو مسترد اور بے سند و نامعتمد کردینے والو تم کس منہ سے آیت قرآن کا نام لیتے ہو۔
اور یہ تو امکان تھا اب تو جناب غوایت مآب گروگھنٹال الگنگاھۃ الکذاب علیہ ما علیہ صاف وقوع کذب مان بیٹھے۔ اپنی ایک مہری تحریر میں تصریح کردی کہ۔
"وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے"
اور یہ کہ۔۔۔ "جو اس کا کذب واقع مانے اسے کوئی سخت بات نہ لکھو، وہ کافر یا گمراہ درکنار فاسق بھی نہ ہوا، اگلے بہت اماموں کا یہی مذہب تھا"۔
یہ فتوٰی بارہا مع رد بلیغ بمبئی وغیرہ میں سالہا سال سے چھپا اور اب ان کی اصل مہری موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔
مسلمانو! اللہ عزوجل کو معاذ اللہ کاذب بالفعل کہا، اس کی تکذیب کرنے والے کو مسلمان سنی صالح متقی جانا بھی اگر کفر نہ ہوا تو کیا خدا کی تصدیق کرنے سے آدمی کافر ہوتا ہے؟۔ الا لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ ﴿ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴾

سابع عشر:

کوئی دلیل رافع ان آیات کی موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ کو علم قیامت ہوگیا تھا کہ جس کے اوپر ہم عقیدہ رکھتے اور ان دلائل سے جو یہ یقین ہوا کہ آپ کو علم قیامت بالیقین نہیں ہیں باز رہے"

اقول: کوئی آیت ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ کی مخالف موجود ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمامی نزول قرآن کے بعد بھی قیامت کا علم نہیں دیا گیا تھا، جس پر ہم عقیدہ رکھیں۔

اور اس آیۃ کریمہ میں جو یہ تعلیم ہوا کہ قرآن عظیم حضور کے لیے ہر چیز کا روشن بیان ہے، تو اس کے خلاف اگر سچے ہو تو کوئی آیت یا حدیث قطعی الثبوت والدلالۃ پیش کرو جس میں ارشاد ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم قیامت ہر گز نہ دیا جائے گا۔

آیات سے اگر مستفاد ہے تو اتنا کہ ان کے نزول تک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا علم ابھی عطا نہ ہوا نہ یہ کہ کبھی عطا نہ ہوگا۔

یہ وہ آیات تھیں کہ تمھیں کیا مفید اور ہمیں کیا مضر، حقیقت امر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے میں علما کے دو قول ہیں: نفی واثبات، اور مدار دلیل شرعی پر ہے، اگر حجت معتمدہ سے ثابت نہ ہو سکے کہ تا ختم نزول قرآن عظیم بھی حضور کو علم قیامت عطا نہ ہوا جب تو کوئی وجہ نہیں کہ بے دلیل شرعی آیت کریمہ ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ میں تخصیص مانیں، اس وقت قول اثبات ہی مرجح ہوگا یعنی ضرور حضور کو علم قیامت عطا ہوا۔ اور اگر بالفرض حجت معتمدہ سے نفی مستمر کا ثبوت ہو جائے تو دوسرا قول راجح ہوگا۔

اگر ارشاد قرآن پر اعتماد واطمینان رکھتے ہو تو تمھیں یوں کہنا پڑے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روز اول سے روز آخر تک تمام کائنات و موجودات، سماء وارض، شرق وغرب، عرش وفرش فردًا فردًا بتفصیل تام معلوم ہیں، سوا تعیین وقت قیامت کہ.....

یہ کسی حکمت خاصہ کے سبب نہ بتایا گیا۔

اور اب اگر تم ایمان سنبھال کر اتنا ہی اقرار کرلو تو ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں، علم قیامت میں نفی اور اثبات دونوں ہی ہمارے علما کے قول ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی کتاب مستطاب خصائص کبرٰی میں فرماتے ہیں:

"ذهب بعضهم إلى أنه صلى الله تعالى عليه وسلم: أوتي علم الخمس أيضاً وعلم وقت الساعة والروح وأنه أمر بكتم ذلك"

حاشیہ فتح المبین شرح اربعین امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اسی بیان میں ہے کہ.....

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ کو وقت قیامت کا علم عطا ہوا تھا یا نہیں فرماتے ہیں:

والحق كما قال جمع أن سبحانه وتعالى أعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم۔

(یہ رسالہ اتنا ہی دستیاب ہوا)